

شریعتِ اسلامی میں اجتہاد کا کردار

استاذِ مصطفیٰ احمد الرزاق

ترجمہ: عبدالرحیم اشرف بلوچ

یہ ایک قدیم موضوع (اس طرح) ہے کہ ہمارے اسلاف نے اس بحث کو چھیڑا اور اس کی حقیقت شراکط اور ضرورت کو بیان کیا، اور ان ضروری اوصاف کا ذکر کیا جن کا اجتہاد کرنے والوں میں پایا جانا لازمی ہے۔ (اور پھر چوتھی صدی کے بعد متاخرین فقہار نے ہمیں اجتہاد کے دروازے کے نہ ہونے کی خبر دی، یہ اور اس کے علاوہ دیگر قدیم مباحث ہیں۔

اور یہ ایک نیا موضوع ہے کیونکہ اجتہاد کے لئے نئی بحث کا دروازہ کھولنا ضروری ہو گیا ہے اس پر نئے زاویوں اور پہلوؤں سے غور کرنا ہو گا کیونکہ بہت کم لوگوں نے اسے اپنے غور و فکر کا مرکز بنایا ہے۔

یہاں اس مختصر سے مقالے میں اجتہاد کے تمام مباحث کا احاطہ نہیں کر سکتا اس لئے میں اجتہاد کے بعض نئے امکانات کا ایک نئے رخ سے جائزہ لینے پر اکتفا کروں گا جس کے ذریعے ہم ماضی سے روشنی حاصل کریں تاکہ مستقبل کا طویل راستہ ہمارے لئے روشن ہو جائے۔

فقہاء کی اصطلاح میں اجتہاد کے معنی

اجتہاد، جیسا کہ اس کی فقہی تعریف سے واضح ہوتا ہے کہ وہ شرعی احکام کا شریعت میں بیان کردہ

تفصیلی دلائل کی روشنی میں استنباط کرنے کا نام ہے اس کا یہ مطلب ہے کہ شریعت میں ہر ممکن واقعہ کے لئے حکم موجود ہے اور اس میں کوئی حائل نہیں تاکہ اس حکم شرعی میں اجتہاد کرنے والوں کو تنہائی مل سکے۔

اور شرعی دلائل جیسا کہ علماء شریعت کو معلوم ہے، چار ہیں :-

(۱) نصوص قرآنیہ - (۲) نصوص سنت نبوی - (۳) دونوں جہت میں اپنے اندر موجود حالات

کے تمام وجود کے ساتھ - (۴) امت مسلمہ کے علماء و کماجماع خواہ کسی زمانے میں ہو - (۵) قیاس -

ان چار کے ساتھ تین ذیلی مصادر بھی ہیں جن کا معتبر ہونا قرآن مجید اور سنت نبوی سے

ثابت ہے -

اور وہ یہ ہیں :-

(۱) استحسان - یہ ایک شرعی طریقہ ہے کسی حکم استثنائی کو ثابت کرنے کا عقلی قواعد کے

مقتضی کے برعکس ان وجوہ کی بناء پر جو قوانین کے اقتضا سے ہٹنے کو لازمی بنا دیتے ہیں -

(ب) استصلاح یا مصالح مرسلہ کا قاعدہ تنظیمی اور اصلاحی ضرورتوں کے تحت احکام شرعیہ کے

اثبات کے لئے جس میں کوئی امر وہی والا نص نہ ہو اور عقلی (قیاسی) قواعد کے خلاف بھی نہ ہو -

میں ان لوگوں کی رائے ذکر کرنے کی چنداں ضرورت محسوس نہیں کرتے جو استصلاح یا استحسان

یا قیاس کو احکام کے لئے مصادر کے طور پر ماننے کے مخالف ہیں - کیونکہ ان کی مخالفت کو کبھی بھی مخاطب نہیں لایا

گیا اور نہ ہی اس کا کوئی نتیجہ نکلا -

(ج) وہ عرفی جو نصوص شرعیہ اور ثابت شدہ قواعد سے متصادم نہ ہو -

اجتہاد اور دلائل شرعیہ کے معانی کی اس تعریف کی روشنی میں ہمارے لئے ممکن ہوگی کہ ہم اسلامی

قانون سازی کے میدان میں اجتہاد کے کردار کو سمجھ سکیں -

اجتہاد کا کردار

اجتہاد کے کردار سے پہلے اس کا وہ کردار ہے جو اس نے شریعت اسلامیہ کے فقہ کی بنیاد پر نام لے

اور اس کے احکام کی تطبیق کے سلسلہ میں ادا کیا ہے اور کر رہا ہے -

اجتہاد کے کوارپر بحث کے سلسلہ میں یہ بہتر ہو گا کہ ہم شریعت اسلامیہ اور فقہ میں اجتہاد کی حیثیت کو جان لیں، یعنی اس کی حیثیت اور فریضہ کو جو وہ اپنے احکام مقرر کرنے کے سلسلہ میں انجام دیتا ہے۔

۱۔ شریعت اور اس کی فقہ میں اجتہاد کی حیثیت

اس جگہ ہم یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ اجتہاد شریعت اسلامیہ کے لئے روح ہے۔ نہ ہے اور اس کا فقہ کے لئے سرچشمہ حیات ہے۔ اور یہ بات عقل کے خلاف ہے کہ شریعت اپنا سرچشمہ اور اس کی فقہ زندہ فقہ کہلائے جو مسلسل انسانیت کے مفاہات کی تنظیم کرتا رہے لیکن اجتہاد کے بغیر۔

یہی وجہ ہے کہ اجتہاد اسی دن وجود میں آگیا تھا جس دن شریعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں وجود میں آئی، کیونکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد واقعات میں اجتہاد سے کام لیا اور آپ کے صحابہ نے آپ کی زندگی میں آپ ہی کی رہنمائی میں اجتہاد کیا۔

اور سیدنا معاذ بن جبل جو جلیل القدر صحابی نبی کی گندگو تو بہت مشہور ہے جب انہیں رسول اللہ نے نبی کی طرف معلم اور تافہی بنا کر بھیجا تھا جب آپ نے اس سے پوچھا:

معاذ، تم لوگوں میں کس چیز کے ذریعے فیصلے کرو گے؟

معاذ نے کہا، اللہ تعالیٰ کی کتاب کے ساتھ

آپ نے فرمایا اگر اس میں کچھ نہ پاؤ، اس مسئلہ کے حل کے لئے، معاذ نے کہا تو پھر رسول اللہ کی

سنت کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ آپ نے فرمایا اگر اس میں بھی تم کچھ نہ پاؤ؟

معاذ نے کہا پھر میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور اس میں کوئی کوتاہی نہیں۔ بدوں گادین

میں اجتہاد اور روح شریعت کے قریب تر جواب تلاش کرنے میں کوئی کمی نہیں کوئی گناہ تو آپ نے ان

کے اس جواب کو بہت پسند کیا اور کہا، الحمد للہ کہ اس نے اپنے رسول کے رسول کو اس چیز کی توفیق دی

جسے وہ پسند کرتا ہے۔

اور اس بات کی دلیل کہ اجتہاد شریعت اسلامیہ کی روح اور اس کی فقہ کے لئے زندگی ہے

یہ ہے کہ۔

اجتہاد کا اسلام کے اصل مقصد اور اس کی خاصیتوں سے گہرا ربط ہے جو کسی منقطع نہیں ہوتا لہذا شریعت اسلام میں اجتہاد کی حیثیت کی حقیقت کو جاننے کے لئے ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اسلام کے مقصد اور اس کی خاصیتوں کو دیکھیں تاکہ ان کے اجتہاد کے ساتھ ربط کی گہرائیوں کو جان سکیں۔

اسلام کا اصل مقصد اور اس کی خصوصیات

(ا) اصول قرآنیہ اور سنت کے مطابق اسلام کا مقصد انسانی زندگی اور اس سے متعلق معاملات کی اصلاح ہے۔ ان معاملات کا تعلق خواہ مال سے ہو یا مستقبل سے۔ اور یہی دہر، مسلمان کا عقیدہ ہے اسلام کے ہاں عین اور اس میں کسی قسم کی کمی کو روار کھنا اپنے آپ کو اسلام کے دائرے سے نکال لینے کے مترادف ہے۔

(ب) اسلام کے اس مقصد کی خصوصیات تین ہیں :-

۱۔ آخریت: یعنی اسلام کا قانون الہیہ میں سے آخری ہونا اور یہ کہ اس کا رسول خاتم الرسل ہے اس لئے اسلام کے بعد اور کوئی شریعت نہیں آئے گی (جو اسے منسوخ کر دے اور نہ کوئی نیا رسول آئے گا)۔

۲۔ دعاء: یعنی یہ کہ دعوت اسلام کسی آنے والے محدود وقت کی پابند نہیں کہ اس وقت (کے آنے پر) دعوت کا فرض ہونا موقوف ہو جائے اور انسانوں کو اپنی زندگی کو خود ہی منظم کرنے کی تدبیر کرنے کے لئے آزاد چھوڑ دیا جائے بغیر اس کے کہ وہ شریعت اسلام کی پیروی اور اس کے نفاذ کے پابند ہوں۔

۳۔ شریعت اسلام میں قانونی نظام کی ہمہ گیری یعنی یہ کہ شریعت کے احکام اور اس کے وہ قواعد جن سے اسلام کا قانونی ڈھانچہ تیار ہوتا ہے وہ احاطہ کئے ہوئے ہیں تمام وقوع پذیر یا ممکن الوقوع حوادث کا، اور یہ اس قابل ہیں کہ تمام ضروریات شرعیہ کا ہر زمانہ و مکان میں حل پیش کر سکیں کیونکہ شرعی قواعد میں ہمہ گیری، لچک اور تدابیر اصلہ اور استثنائیم اور مختلف حالات کی

رعایت موجود ہے۔

اسی لئے علماء و شریعت نے مختلف مواقع پر ذبح کی کتاب لکھی ہے۔ بیان کیا ہے کہ یہ نامکون ہے کہ کوئی حادثہ وقوع پذیر ہو جائے بچا ہے موجود زمانے میں یا مستقبل میں، اور اس کا کوئی حکم شریعت اسلام میں کسی نص یا قیاس و اجتہاد کی بنیاد پر موجود نہ ہو، بلکہ وہ پانچ احکام میں سے کسی نہ کسی ایک کے تحت آئے گا جو یہ ہیں۔ وجوب۔ استحباب۔ جواز۔ کراہت۔ حرمت۔

میں اس وقت اس مختصر سے مقلدے میں اس تیسری خصوصیت کے سلسلہ میں کوئی دلیل قائم کرنا نہیں چاہتا اور نہ ہی اس کی مثالیں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ یہ فقہاء شریعت کے ہاں ایک مسلمہ اصول ہے اور بذات خود درست ہے۔

نتیجہ

جب اسلام کا مقصد اور اس کی خصوصیات ویسی ہی ہیں جیسا کہ ہم نے تحریر کیا ہے تو ہمارا یہ دعویٰ ثابت ہو گیا کہ اجتہاد شریعت اسلامیہ کے لئے رواج کی مانند ہے اور اس کی فقہ کے لئے منبع حیات ہے اس لئے کہ یہ بات عقل سے بعید ہے کہ یہ شریعت تو آخری اور دائمی ہو اور اس کے اندر ہر موضوع اور ہر وقوع پذیر یا ممکن الوقوع حادثے کا حکم موجود ہو لیکن اس میں اجتہاد کی گنجائش باقی نہ ہو۔ علامہ شہرستانی اپنی کتاب (الملل والنحل) میں فرماتے ہیں :-

عبادات اور تصرفات میں حادثات و واقعات نہ تو محدود ہو سکتے ہیں اور نہ گنے جا سکتے ہیں یعنی وہ غیر محدود اور بے شمار ہیں۔ اور ہمیں یہ قطعی طور پر معلوم ہے کہ ہر حادثے کے لئے کوئی نص نہیں آئی ہے اور نہ اس کا تصور کیا جا سکتا ہے (یعنی یہ نامکن ہے)۔ اور لغویوں جب متنہای ہوں اور واقعات غیر متنہای ہوں اور نہ تو معلوم ہے کہ جو غیر متنہای ہوں اس کا متنہای احاطہ نہیں کر سکتا۔ اس سے قطعی طور پر معلوم ہوا کہ قیاس و اجتہاد کا اعتبار ضروری ہے تاکہ حادثے رونق آدہ واقعات کے لئے اجتہاد سے کام لیا جائے؟

(سطور بالا میں) جو کچھ گزر چکا ہے اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ اجتہاد کا ٹھہراؤ درک کرنا، شریعت

اسلامیہ کی خصوصیات کے منافی ہے۔ اس لئے کہ اسلام اور مسلمانوں کو ہمیشہ اور مسلسل نئی ضروریات اور معاملات سے مختلف زمانوں اور علاقوں میں واسطہ پڑتا رہے گا، اور انہیں ایسی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا جن کے لئے مناسب اور فطری شریعت اور اس کی روح سے حاصل کردہ حل کی ضرورت پڑے گی۔ اس لئے اجتہاد کے طہر اور کا مطلب یہ ہو گا کہ شرعی فقہ پر جمود طاری ہو جائے اور وہ نئی مشکلات ضروریات اور حادثات کے لئے شرعی حل تلاش کرنے سے رک جائے، اور یہ چیز دوام کی خاصیت کے منافی ہے اور اس خصوصیت کے بھی منافی ہے کہ شریعت اسلام میں تمام واقعات کا جواب موجود ہے، یہ ہے شریعت اور اس کی فقہ میں اجتہاد کا مقام جو ان دونوں کے لئے روح کی مانند ہے۔

۲۔ اجتہاد کے کردار کو ہم اپنی سابقہ بحث کی روشنی میں دو مراحل میں تقسیم کرتے ہیں۔

_____ اجتہاد کا کردار ماضی میں

_____ اور اس کا کردار مستقبل میں

اور یہ دونوں دور اپنی طبیعت کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مکمل طور پر مختلف ہیں۔

اجتہاد کا کردار ماضی میں

اجتہاد نے شریعت کی خدمت اور اس کی فقہ کی عظیم بندوبست کے قیام میں اپنا فریضہ (ماضی میں) بہت ہی اچھی طرح ادا کیا، اور اس خلائق کو چمکیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد پیدا ہو گیا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے چند آیات احکام قرآن میں سے اور احکام سے متعلق احادیث کی ایک محدود مقدار چھوڑی ہے۔

لیکن ان نصوص میں باوجودیکہ یہ تعداد کے لحاظ سے تھوڑے ہیں، اچانک، عالم گیریت، ہمہ گیریت اور تشریح محدود ہے۔ اور ان میں قانون سازی کے ثابت شدہ دائمی مبادیات کا بھی بیان موجود ہے جس نے اس کو فقہ اور اجتہاد کی امداد کے لئے ایک اچھی بنیاد بنا دیا ہے قانونی نظریات و قواعد اور حکیمانہ احکام سے لبریز (معمدرا) کی فیضان سے۔

جیسے قرآن حکیم کا یہ فرمان ہے: ”لے ایمان والو معاہدوں کی پابندی کرو۔“

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول: ”نہ خود نقصان اٹھاؤ اور نہ دوسرے کو نقصان پہنچاؤ“

اسے ایک عام بنیاد سمجھا جائے گا نقصان اور منکافات کی ذمہ داریوں کی تمام اقسام کے لئے۔

اور ضرار سے مراد نقصان کے بدلے نقصان (پہنچانا)۔ لہذا جس نے دوسرے کو مال ضائع کر دیا تو یہ جائز نہیں کہ اس کا مال بدلے کے طور پر ضائع کر دیا جائے بلکہ وہ اس کا تاوان دے گا جتنا کہ اس نے ضائع کیا ہے۔

اور اس جگہ اتنی گنجائش نہیں کہ ان سرسبز اور زرخیز نصوص کی بے شمار مثالیں پیش کی جائیں۔

پہلی تین صدیوں میں صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین میں سے مجتہدین کی تعداد جزیرہ عرب

اور مفتوحہ علاقوں میں بہت زیادہ ہو گئی تھی۔ ان میں سے ہر مجتہد کا نصوص کے سمجھنے اور ان سے احکام

کے استنباط و استخراج اور نئے حوادث کو ان پر منطبق کرنے کے لئے اپنا اصول اور طریقہ کار ہوتا

تھا۔ ان اصولوں میں بعض اوقات ہر ایک دوسرے سے متفق نظر آتا ہے اور کبھی اختلاف کرتا ہوا۔

اس طرح ان تین صدیوں کا نتیجہ ان بے شمار مجتہدین کی تعداد کے برابر ہمارے لئے اجتہادی مذاہب

کی صورت میں ظاہر ہوا۔ کیونکہ ہر مجتہد کا اپنا مذہب ہوتا تھا جو تمام مسائل میں اس کی فقہی آرا سے

مرکب ہوتا تھا۔ یعنی ہر مذہب تمام مباحث اور فضول میں مکمل شرعی قانون ترتیب دیتا تھا۔

ان مذاہب میں سے بعض تو صاحب مذہب (یعنی بانی اور مؤسس) کی وفات کے ساتھ

ہی مٹ گئے اور ان کی طرف بعض روایتیں ہی اختلاف الفقہاء کی کتابوں میں باقی رہ گئیں جبکہ ان

میں سے بعض مذاہب کو ایسے شاگرد نصیب ہوئے جنہوں نے اس مذہب کے امام سے جو کچھ بھی نقل

کیا اسے محفوظ کر لیا، اسے مرتب کیا اور وسعت دی۔ پھر ان سے اس مذہب کو لوگوں نے حاصل

کیا اور مکمل بقا اس کا مقدر بن گیا اور آئندہ نسلیں بھی اس کی خدمت کرتی رہیں اور اس طرح وقت گزرنے

کے ساتھ ساتھ وہ مذاہب وسعت پذیر ہوتے رہے جب ان اجتہادی مذاہب کے اصول مکمل ہو

گئے، اور ان کی مولفہ کتب فقہ اہل علم کے ہاتھوں میں آگئیں تو ان مذاہب کے قدم پوری طرح جم گئے، اس

کے ساتھ یہ صورت حال پیش آئی کہ علوم شریعت میں لوگوں کی مہارت دن بدن کم ہوتی گئی، جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ ان فقہی مذاہب کے پیروکاروں کا حلقہ وسیع تر ہونے لگا، عیسائی خلافت کے ابتدائی دور میں ان مذاہب میں سے کسی نہ کسی کی برتری قائم ہو گئی، اور ان کے پیروکاروں میں سے قاضی اور مفتی مقرر ہو گئے۔

پھر ان مذاہب کے بڑے بڑے علماء کے ہاتھوں ان مذاہب میں بہت زیادہ وسعت ہوئی اور ان میں فروعات و مسائل کا استنباط اور تالیف کا کام وسیع پیمانے پر ہونے لگا۔ اور پھر جب ان پیروکاروں نے دیکھا کہ اس سلسلے میں احد کفایت حاصل ہو گئی ہے اور یہ کہ اجتہاد مطلق کی اہلیت بخشنے والی صلاحیتیں ناپید ہو گئی ہیں تو انہیں یہ ڈر ہوا کہ کہیں جمہور امت کے حقیقی اجتہاد کی اہلیت بخشنے والی صفات کی تمیز اور ادراک میں کمزور ہو جانے کی وجہ سے کوئی نااہل اور لوگوں کو دھوکہ دینے والا شخص آگے بڑھ کر اجتہاد کا دعویٰ نہ کر دے اور اس طرح لوگوں کے دین میں فساد نہ پیدا کر دے۔ لہذا ان مذاہب کے پیروکاروں نے چوتھی صدی ہجری کے بعد اجتہاد کا دروازہ کے بند ہونے کا فتویٰ دے دیا۔

لیکن اجتہاد جاری رہا (مگر ان مذاہب کے اصول میں مقید ہو کر۔ ان ادوار میں ان مذاہب کے بڑے بڑے پیروکاروں نے نئے معاملات کا مقابلہ اپنے مذاہب کے اصول کے مطابق اپنے منہجی مسائل پر قیاس کی بنیاد پر استحسان یا قاعدہ مصالحہ مسلک کی بنیاد پر کیا۔

اسی طرح بیع الوفاؤ کے احکام حنفی مذاہب میں پانچویں صدی ہجری میں بنائے گئے تاکہ اسواں کی گردش اور قرضہ جات کی شدید ضرورت کے وقت سود سے بچا جاسکے۔ اور ان مذاہب کے متاخرین فقہاء نے وقف اور دیگے ایسے تمام مالی تصرفات کو جو قرضہ دارین کے سلسلے میں کرے اس طور پر کہ اس کا تمام مال اس میں شامل ہو جائے، کے ناقابل نفاذ ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔ الایہ کہ اس کے قرضہ خواہ اس کے اس قسم کے تصرف پر راضی ہوں (یہ اس لئے تاکہ قرضہ دار وقف اور حیدر وغیرہ کے ذریعے اپنے مال کو قرضہ خواہوں سے بچانے کی کوشش نہ کرے۔ اس قسم کے دوسرے استحسانی مسائل

بہت سے ہیں۔

لیکن اس قسم کا اجتہاد بھی جو چند مذاہب میں مقید تھا بذات خود کمزور پڑنا گیا اور تدریجاً صلاحیتوں کے کمزور پڑنے کی وجہ سے زمانے کے ساتھ ساتھ کم ہوتا گیا حتیٰ کہ شریعت کی فقہ آخر کار ہر قسم کی نئی پیداوار سے باخبر ہو کر رہ گئی اور جو کچھ موجود ہے اس کا یاد رکھنا اور دھڑلایا باقی رہ گیا حتیٰ کہ جو لوگ علماء اور فقہاء کہلاتے ہیں ان میں سے بعض تو فقہ کے بڑھتے میں احکام کے دلائل اور مذہبی آراء سے یہ کہہ کر واسن بچا لیتے تھے کہ ہمیں دلائل سے کیا کام ہے تو مجتہدین کا کام ہے۔

اس مختصر سے تاریخی جائزہ میں جرم نے پیش کیا ہے ہیں ایک اور حقیقی دلیل نظر آتی ہے کہ اجتہاد شریعت کی روح اور اس کی فقہ کے لئے زندگی ہے۔

نتیجہ یہ نکلا کہ عالم اسلام میں عہد عثمانی کے آخری ایام سے حکام وقت یہ سمجھنے لگے کہ شریعت اور اس کی فقہ لازمی قوانین سازی میں ملک کی کوئی مدد نہیں کر سکتے کہ موجودہ دہلے کی ضروریات جو ترقی تیز رفتار ہی اور جدیدیت کے پیدا کردہ ہیں کی تنظیم کی جا سکتی ہو لہذا وہ اجنبی (غیر اسلامی) قوانین اپنانے پر مجبور ہو گئے جس سے آخر کار اسلامی فقہ علمی اور عملی طور پر اس کے کتب خانوں میں ہی دفن ہو کر رہ گئی۔

معلوم ہوتا ہے کہ اس نتیجہ کی ابتدائی علامات ابن تیم کے زمانے ہی سے ظاہر ہو گئیں تھیں کیونکہ ان کی اس موصوفہ پر بہت ہی عمدہ اور ہمیشہ لہجے والی بحث موجود ہے جو انہوں نے اپنی کتاب (الطریق الحکیمیہ) اور (احکام الموقوعین) میں تحریر کی ہے جن میں انہوں نے ان مذاہب کے پیروکاروں کی بے حسی اور شریعت اور اس کے سرچشموں کے بند کرنے پر مذکورہ قائم کیا ہے کہ ان کے اس رویے نے (حکمرانوں اور اہلکاروں کو اس بات پر مجبور کر دیا کہ وہ ضرورت پوری کرنے کی خاطر وقتی قوانین جاری کریں جس لئے فقہی احکام اس مقصد کے لئے کافی نہ تھے۔ حالانکہ تنگی اس کا شکار اور لپکا اور شریعت میں نہیں بلکہ ان مذاہب کے پیروکاروں کی عقلوں میں ہے۔ ابن تیم کے یہ دو خیالات ہیں جو انہوں

نے اپنے زمانے کے تنگ نظر مذہبی فقہاء کے بارے میں ظاہر کر دیں۔

اس بحث کے بعد صاحب فکر و نظر کے لئے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اجتہاد کے دروازے کا بند کر دینا ایک بہت ہی بڑی آفت تھی جو شریعت اسلامیہ اور اس کے عظیم القدر فرقہ پر نازل ہوئی۔

حقیقت تو یہ ہے کہ کسی کو بھی اجتہاد کے بند کر دینے کا اختیار اس وقت تک نہیں جب تک کہ اسلام کی خصوصیات اس میں حتیٰ طور پر موجود ہیں۔ حتیٰ کہ ان چاروں مذاہب کے روشن خیال پیروکاروں نے اچھا کہا ہے کہ صراحت کر دی ہے کہ جب بھی کوئی ایسی ہستی موجود ہو جو اپنے علم میں اجتہاد کے رتبہ پہ پہنچ جائے اور اس کی شرائط اور اہلیت کی خصوصیات اس میں پائی جائیں تو اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ ان مذاہب میں سے کسی مذہب کی تقلید کرے۔ لیکن عملی طور پر یہ لوگ کسی کے لئے بھی اس مرتبہ پہ پہنچنے کو تسلیم نہیں کرتے۔

لہذا ان کی نظر میں اجتہاد کا دروازہ ایسا نہیں کہ جس کا کھولنا ممنوع ہو بلکہ (ان کے نزدیک) اس کی چابی گم ہو گئی ہے۔

علامہ عزالدین بن عبدالسلام جو کہ ساتویں صدی ہجری کے اکابر شافعی فقہاء میں سے ہیں کہتے ہیں "اس میں (اعلامے) اختلاف کیسے کہ آیا اجتہاد کا دروازہ بند ہو گیا ہے؟ (اس سلسلہ میں مختلف اقوال ہیں.....) اور سب کے سب اقوال باطل ہیں کیونکہ اگر کوئی ایسا واقعہ پیش آجائے جس میں کوئی نص نہ ہو یا جس میں سلف صالحین کا اختلاف ہو تو اس میں کتاب اللہ یا سنت کی روشنی میں اجتہاد ضروری ہو جاتا ہے۔ اور ایسی بات کہ اجتہاد کا دروازہ بند ہے، کوئی پاگل ہی کر سکتا ہے۔" اجتہاد کے توقف پر حکم لگانے میں ہمارے انصاف کرنے کی خاطر بشرطیکہ ہم اس کے بند ہونے کی بات نہ کریں، ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اس کا تجزیہ کریں تاکہ ہمارے لئے اجتہاد کی خاصیت اور فطرت جو اس کے ماضی میں رہی ہے۔ واضح ہو جائے۔

ماضی میں اجتہاد کی خصوصیت اور فطرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد اجتہاد شوریٰ کی خصوصیت سے متصف تھا۔ لہذا

ابو بکر رضی اللہ عنہ اور بعد میں عمر رضی اللہ عنہ نے پیش آنے والے واقعات کے سلسلہ میں صحابہ کرام کو جمع کر کے ان سے ان واقعات کے شرعی اور سیاسی حل کے سلسلہ میں مشورہ کرتے تھے جیسا کہ قرآن نے ثورہ کی طرف توجہ دلائی ہے جو اس میں مطلق آیا ہے اور شامل ہے تمام امور کو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مطابق جب آپ نے حضرت علیؓ کے سوال کے جواب میں کہ جب مومنوں کو کوئی واقعہ پیش آئے اور وہ کتاب اللہ اور رسول اللہ کی سنت میں کوئی نفع موجود نہ پائیں تو کیا کریں؟ تو آپ نے فرمایا کہ لئے تمام لوگوں کو جمع کرو اور اس میں کسی ایک شخص کی رائے سے فیصلہ نہ کرو۔

اس کے بعد آنے والے ادوار میں اجتہاد انفرادیت کی خصوصیت سے متصف ہو گیا لہذا ہر مجتہد کی اپنی رائے ہوتی تھی اور اس کے اجتہاد میں اس کی اپنی الگ سوجھ بوجھ ہوتی تھی کیونکہ صحابہ کرام اور ان کے بعد آنے والے (اہل علم) دنیا کے کونے کونے میں پھیل گئے تھے اور ان کا جمع ہونا اور باہم مشورہ کرنا دشوار ہو گیا تھا۔

اسلام کے ابتدائی عہد میں لوگ اسلام کی پیدائش کے دور سے زیادہ قریب تھے اور اس کا اثر ان کی زندگیوں میں راسخ تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں تیسری صدی تک دعویٰ نقل اور ذاتی طور پر حاصل کی جاتی تھیں۔ اس کے ساتھ ساتھ حدیث کی مددوں کی بھی تھیں جو علماء میں متداول تھیں۔

اور بے شمار لوگ فقہ کے حصول اور قرآن و حدیث نبوی اور لغت کے پڑھنے میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے اور اپنی زندگیوں کو علم کے لئے وقف کر دیتے تھے اس لئے ثقہ اور پرہیزگار عالم کو دیگر لوگوں میں سے بڑی آسانی کے ساتھ پہچانا جاسکتا تھا۔

اور پھر جب زمانے نے لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے دور کر دیا اور حقیقی عالم اور خود ساختہ عالم کے درمیان تیز کرنے کی صلاحیت، لوگوں میں کمزور ہو گئی اور صلاحیت اور پرہیزگاری (کی صفات) کم ہو گئیں تو چوتھی صدی میں ان چاروں مذاہب کے پیروکاروں کو ڈر ہوا کہ کہیں کوئی ایسا شخص نہ پیدا ہو جائے جو اجتہاد کا دعویٰ کرے کہ بدعات اور نظریاتی زہر کو پھیلاوے اور شریعت کے قواعد

کو بگاڑ دے، اہلکے ساتھ ساتھ انہوں نے ان مذاہب کے فروعی مسائل کو اس وقت کے حالات کے لئے کافی پایا لہذا انہوں نے اجتہاد کے دوازے بند کے اجنبی کا فتویٰ دیا۔

ماضی میں اجتہاد کی اس خصوصیت اور مزاج کے تجزیہ کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ :-

انفرادی اجتہاد جو فقہ اسلامی کی تاسیس کے شروع ہی میں ان پیش رو مجتہدین کے ہاتھوں جوئی رہے اس امر پر بہت سی برکتیں ازل سے لگیں۔ کیونکہ اس چیز نے زمین شریعت میں کاشتکاری اور اس سے احکام کے استنباط کے لئے عوام کو مجتمع کیا اور (چھرا) علم کے بلند پایہ علمائے شریعت کی فقہ میں قواعد کے استنباط اور قانونی نظریات کی تاسیس کے لئے شریعت کے نعوس اور قواعد کی روشنی میں ایک دوسرے سے ٹھوچڑھ کر حصہ لیا یہاں تک انہوں نے فقہ کی متنوع اور برہمیت دولت کی بنیاد رکھی جس میں قواعد ہیں، نظریات ہیں، فروعی احکام ہیں، جو اس قابل ہیں کہ زمانے کے آگے بڑھنے کے ساتھ ساتھ ہر ایک کام دیتے رہیں، (یہ سب کچھ) فقہ کے اسی سرچشمہ سے ہے جو کبھی خشک نہیں ہوگا اور جس کی نظیر اقوام عالم میں نہیں ملتی۔

اگر یہ انفرادی اجتہاد ابتدائی تین صدیوں میں نہ ہوتا تو یہ ممکن نہ تھا کہ فقہ کی یہ پیدوار حاصل کی جاسکتی۔ (لیکن) چھری لائی اور دانشمندی اس میں تھی کہ اس کے بعد انفرادی اجتہاد کے اس دروازے کو بند کر دیا جائے تاکہ ان خطرات سے بچا جاسکے جو اس کے کھلے رہنے سے پیش آسکتے تھے، تاکہ معاملہ اتری کی حالت تک نہ پہنچ جائے۔

لیکن اجتہاد کو مکمل طور پر روک دینا ایک ایسی غلطی تھی جس نے شریعت اور اس کی فقہ کو جو دار و نقصان سے دوچار کر دیا اور اس کی قوت حیات کو ضائع کر دیا۔ حالانکہ ضروری تو یہ تھا کہ اجتہاد کی اتری کا علاج اس کو حرام مٹھ کر دیا جانا بلکہ اسے منظم کر کے اور اسے فرد کے ہاتھ سے نکال کر جماعت کے ہاتھ میں دے کر کیا جانا اور (اجتہاد کا) یہی کردار مستقبل میں ہونا چاہیے۔

اجتہاد کا کردار مستقبل میں :

اجتہاد کے بارے میں ماضی کی غلطی کو جان لینے کے بعد عوام نے اجتہاد کا کردار جو اسے مستقبل

میں ادا کرنا ہے، واضح ہو گیا ہے۔ انفرادی اجتہاد ماضی میں ایک ضرورت تھی اور آج کے دور میں ایک بہت بڑی غرابی ہے۔ وہ خطرات جن کا پوچھی صدی ہجری میں وقوع پذیر ہونے کا اندیشہ تھا اور جن کی وجہ سے ان مذاہب کے فقہانے اجتہاد کے دروازے کو بند کر دیا تھا، آج حقیقت کا روپ عیاں چکے ہیں۔

دین کے تاثر بہت زیادہ ہو گئے ہیں اور شاید ان میں سے اکثر اظہار علم اور زور بر بیان میں تھی اور نیک علمائے بڑھ کر ہیں۔ آج الازہر سے فارغ التحصیل ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے طبی کتبیں تحریر کیں اور ایسے عاقبت نااندیشانہ فترے دیئے جن سے پتہ چلتا ہے کہ ان لوگوں نے اپنا علم اسلام کے داخلی اور خارجی دشمنوں کے تصرف میں دے دیا ہے تاکہ وہ اسلام کے ستونوں کو اجتہاد اور آنازاد سوچ کے پردے میں اس طرح منہدم کر دیں کہ دشمن بھی ایسا نہ کر سکے وہ اس کے بدلے میں بہت سے بڑے بڑے فوائد اور منافع حاصل کر رہے ہیں اور اس میں وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی بھی پورا جہیں کرتے۔

اب اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس اجتہاد کے ذریعے جس کا جاری رہنا شرعاً ضروری ہے، شریعت اور اس کی فقہ کو اس کی روح اور زندگی لوٹا دیں۔ اور آج کے دور کی بے شمار مشکلات کا سامنا کرنے کے لئے جو واحد راستہ رہ گیا ہے اس کا بڑے تندہانہ اور شرمی عمل گہری بحث اور مضبوط دلیل کے ذریعے پیش کیا جائے، جو شکوک و شبہات اور اعتراضات سے محفوظ رہوں اور وہ اپنی خیالات اور منکر عقول کو شکست دینے پر قادر ہوں۔ تو اس مقصد کے حصول کا واحد ذریعہ یہ ہے کہ ہم اجتہاد کے لئے ایک نئے اسلوب کی بنیاد رکھ دیں اور وہ ہے انفرادی اجتہاد کے مقابل اجتماعی اجتہاد۔ اس طرح ہم اجتہاد کے ذریعے اس کی پہلی سیرت کی طرف لوٹ جائیں گے جو اب کو عمر کے زمانے میں تھی۔

اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اسلامی فقہ کے لئے ایک ادارہ قائم کیا جائے لغوی اور علمی اداروں کے طرز پر۔ اور سادارہ مشتمل ہو ہر اسلامی ملک کے بڑے بڑے مشہور اور بلند پایہ فقہاء پر جو شرعی

علوم اور موجودہ دور کے علوم پر دسترس رکھتے ہوں، اس کے ساتھ اچھے کوفات کے حامل پابگیر کارکن ہوں۔
نیز ان کے ساتھ ان مسلمان علماء کو بھی شامل کیا جائے جو اپنے دین میں پختہ کار ہونے کے ساتھ ساتھ
موجودہ دور کے ناگزیر علوم میں ماہر ہوں جیسے اقتصادیات، سوشیالوجی، قانون طب وغیرہ تاکہ یہ لوگ
ماہرین کا کام دیں اور خالص علمی لیکن غیر فقہی معاملات میں فقہاء ان کی رائے پر اعتماد کر سکیں۔

اس اسلامی فقہ کے ادارے کے بہت سے ارکان کو تو مکمل طور پر اس کام پر لگایا جائے
گا جبکہ باقی ارکان ان کے معاونین ہوں گے لیکن وہ ان مباحث میں حصہ نہ لے سکیں گے۔ اس
ادارے کی ایک بہت بڑی لائبریری ہوگی۔ اس ادارے کے ان ارکان کو جو مستقل طور پر اس کام
میں مصروف ہوں گے، معقول تنخواہ دی جائے گی اور وہ اجتہادی آراء و مباحث اور تحقیق میں مصروف
رہیں گے تاکہ موجودہ دور کے موضوعات اور مشکلات کا ضرورت کے مطابق اسلامی حکم بیان کریں۔
اس طرح وہ اپنے مباحث کی اشاعت کے لئے ایک رسالہ بھی شائع کریں گے۔

سب سے اہم کام جس سے ابتدا کرنی چاہیے وہ اسلامی فقہ کا انسائیکلو پیڈیا تیار کرنا ہے
جس میں اسلامی فقہ کے احکام جو تمام فقہی مذاہب میں مدون کئے گئے ہیں اس طور پر پیش کئے
جائیں کہ ہر مسئلہ اور رائے اپنے مذہبی ماخذ کی طرف منسوب کی جائے۔ اور اس میں فقہی موضوعات
اور ان کے احکام اپنے عنوانات کے تحت درج ہوں جو حروف تہجی کی ترتیب سے دیئے گئے ہوں
(یعنی قانونی انسائیکلو پیڈیا میں جو حروف تہجی کی ترتیب ہوتی ہے اس کے طرز پر)۔

اس عام فقہی انسائیکلو پیڈیا کے منصوبے کے ساتھ ساتھ ادارہ ایک ایسا فہرست بھی حروف
تہجی کی ترتیب سے تیار کرے گا جو مختلف مذاہب کی بنیادی فقہی کتابوں کے سلسلے میں ہوتا کہ
فقہ پر تحقیق کرنے والوں کو ان کتابوں کی طرف رجوع کرنے میں آسانی ہو۔ اس کے علاوہ یہ ادارہ دیگر
ایسی فقہی خدمات بھی انجام دے گا جن کا موجودہ زمانہ اجتماعی اجتہاد کو مضبوط کرنے سے شروع کرنے
اور اس کا راستہ تعمیر کرنے کے لئے تقاضا کرے گا۔

اس منصوبے کے لئے بہت بڑے بجٹ کی ضرورت ہے جس کا حصول (درج ذیل) دوطریقہ

میں سے کسی ایک طریقے سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

یا تو مسلمان اقوام میں سے ہر قوم پر ایک مخصوص ٹیکس لگایا جائے اور وہ فی الحال نامکن ہے چہرہ مسلمانوں کے نقطہ نظر کے اختلاف اور کم تر قوم کی وجہ سے اور ان کے تعلیم یافتہ طبقات کی اسلام کے بارے میں کم تر فہم کی وجہ سے اگرچہ یہی بہتر اور حقیقی راستہ تھا اس حلیم اور بڑی اہمیت کے حامل منصوبے کی مالی مدد کا تاکہ یہ فقہی ادارہ موجودہ دور کے کسی حاکم کے زیر اثر نہ آجائے۔

یا پھر اسی منصوبے کو ایک سے زیادہ اسلامی ممالک شروع کریں اور اس کے بجٹ میں ضروری رقم کے لئے فنڈ فراہم کریں۔

یاد رہے کہ اس قسم کے فقہی ادارے کے قیام کی قرارداد ان دو اسلامی کانفرنسوں میں بھی پاس ہوئی تھی جو پاکستان کے سابق دارالخلافہ کراچی میں ۱۹۴۹ء اور ۱۹۵۱ء میں منعقد ہوئی تھیں۔ اور میں بھی ان دونوں کانفرنسوں میں شریک ہوا تھا۔ لیکن اس قرارداد کو وسائل کی کمی نے قابل عمل نہ ہونے دیا اور یہ صرف کاغذی کارروائی ہی رہی۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج کل اسلامی ممالک ہر معاملے میں بڑی سخاوت سے رقم خرچ کرتے ہیں سوائے اسلام کے۔

البتہ ان دو بڑی اہمیت کے منصوبوں یعنی فقہی انسائیکلو پیڈیا کا منصوبہ اور فقہی ادارے کے قیام کا منصوبہ پر کام چند سالوں سے بعض عرب ممالک میں شروع ہو چکا ہے۔

(۱) فقہی انسائیکلو پیڈیا کے لئے بیس سال سے نانڈ عرصہ ہوا ایک سرکاری کمیٹی انتظامی ضابطہ کے ذریعے دمشق یونیورسٹی کے کولتہ الشریعہ میں قائم کی گئی تھی اور اسی کمیٹی نے ضروری تیاریاں اور تحقیق کا کام اس انسائیکلو پیڈیا کے منصوبے کے سلسلہ میں مضبوطیاً یادوں پر شروع کر دیا تھا، میں بھی اس کارکن تھا۔

پھر ۱۹۵۸ء میں مصر اور شام کے الحاق کے بعد وزارت اوقاف نے اپنی ذمہ داری میں اس منصوبے کو شروع کیا اور اسے مالی امداد بھی فراہم کی اور ایک نئی کمیٹی بنائی جس میں شامی اور مصری صوبوں کے فقہاء شریعت شامل تھے۔ اسی کمیٹی نے نئے طرز سے کام کیا اور اس منصوبے کو پورا کرنے کے لئے مناسب فیصلہ طے کیا۔ لیکن مصر اور شام کے درمیان ۱۹۶۱ء میں الحاق کے خاتمہ پر یہ منصوبہ دونوں ملکوں میں ختم ہو گیا۔

اس کے بعد کویت کی حکومت کی وزارت اوقاف نے ۱۹۶۶ء کے آخر میں فقہی انسانی کونسل پر کام شروع کر دیا اور مجھے اس کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے دمشق یونیورسٹی سے عارضی طور پر بلا لیا اس پر تقریباً پانچ سال تک کام ہوتا رہا جس میں ہم نے اس منصوبے کا ایک بڑا حصہ مکمل کر لیا تھا کہ اوقاف کا ایک نیا وزیر ۱۹۶۱ء میں آیا اور اس نے اس منصوبے کو منسوخ کر دیا۔ اس طرح کام رک گیا۔

فقہی انسانی کونسل پر کویت حکومت کی تحریک پر مصر میں دوبارہ کام شروع کیا گیا۔ لیکن مصر میں دوبارہ کام اگرچہ چھان چھٹک اور مباحثت کے جوش کے ساتھ شروع ہوا، اور اس طرح انہوں نے کھینے اور مسائل کے استنباط میں ایک بڑا مرحلہ طے کر لیا۔ مگر اس میں عمل کی جتنی کمی ہے جو تفصیلی انسانی کونسل پر لایا کرنے کے لئے ضروری ہوتی ہے۔

پھر آخر کار کویت کی وزارت میں تبدیلی اور اوقاف کے نئے ذریعوں کے آنے کے بعد کویت کو اسی بہت ہی بڑی غفلت کا احساس ہوا جس کا ارتکاب سابق ذریعے منصوبے کو منسوخ کر کے کیا تھا لہذا اوقاف کے آنے والے ذریعوں نے فقہی انسانی کونسل پر دوبارہ کام کو سنجیدگی اور اہتمام اور سچی نیت سے شروع کرتے کا اعلان کیا اور انہوں نے اس منصوبے کو چلانے کے لئے ایک خاص کمیٹی تشکیل دی اور اس میں کام کرنے کے لئے عملی طریق کار وضع کیا اور اب کویت کی وزارت اوقاف اپنے موجودہ ذریعہ کی ہمت اور اصرار سے اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے کوشاں ہے۔

(ب) فقہی ادارے کے منصوبے کے سلسلہ میں اب تک دو فونے سامنے آئے ہیں۔

(پہلا) نئے نظام کے تحت جامع الاضمار کا ادارہ تحقیقات اسلامی۔ اس صدی کے چھٹے عشرے کی ابتداء میں تقریباً بیس سال قبل وجود میں آیا اس کا ایک سالانہ اجلاس ہوتا ہے جو ہمیشہ بھر جاری رہتا ہے۔ خیال یہ تھا کہ شاید یہ بہتر ذریعہ اس کے گاہ جس سے مطلوبہ عالمی فقہی ادارے کی پوری عمارت کھڑی ہو سکے گی۔ لیکن وہ اپنے وجود میں آتے ہی حکمران نظام کے دائرہ اقتدار میں آ گیا، اور وہ نوعاًت پوٹھا نہ ہو سکیں جو اس سے وابستہ تھیں۔

دوسرا فونہ رابطہ عالم اسلامی کا عالم کردہ فقہی ادارہ ہے جسے اس نے مکہ مکرمہ میں دو سال قبل قائم

کیا ہے۔ رابطہ نے اس کے لئے ایک مجلس قائم کی ہے جس میں سعودی عرب اور بعض دوسرے ممالک کے علماء شریعت شامل ہیں۔ لیکن اس کے ارکان اس کام کے لئے خاص نہیں بلکہ وہ ہر سال دو تیسے کی مدت کے دورانیے کی اجلاس میں جمع ہوتے ہیں اور وہ مختلف موضوعات جو دور حاضر سے متعلق ہوں، کے لئے مباحث تیار کرتے ہیں تاکہ ان کے حل کے لئے شریعت کی فقہ میں اس کا حکم معلوم ہو سکے۔

اس کے اجلاس میں جو مباحث پیش کی جاتے ہیں ادارہ حاضر ارکان کی اکثریت کے لئے کسی اختیار کرتا ہے، عنقریب اس ذیل میں بعض قراردادیں پاس کی جائیں گی اس وقت وہ مکمل اور منظم ادارہ بننے کے ابتدائی مراحل میں ہے۔

اس کے باوجود حقیقت یہ ہے کہ اس وقت دنیا اسلام میں کوئی ایسا اسلامی ادارہ نہیں جو فقہی انسائیکلو پیڈیا کے منصوبے کو عملی جامہ پہنانا سکے اور اسے مطلوبہ غذا مال اور طریقے کار کے سلسلے میں پوری طرح فراہم کر سکے۔ تاکہ وہ اجتماعی اجتہاد کے اہم کام کو ہمارے موجودہ حالات میں بہتر طریقے سے پورا کر سکے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی مدد سے امید کی جاتی ہے کہ فقہی ادارہ، رابطہ عالم اسلامی کے ذریعے اپنی منزل پائے گا اور مضبوط اور درست خطوط پر مکمل اور مستحکم نظام کی طرف گامزن ہو گا جس کے ذریعے عالم اسلام کا مقصد حقیقت کا جامہ پہن سکے گا۔